بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رجسٹرڈ نمبر ۵۲۵۵ ٹیلیفون نمبر ۲۹۷۹

15

اِنّ الفضل بید اللّٰہ یؤتیہ من یشاء عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا

روزنامہ الفضل لاہور

خطبہ نمبر

تار کا پتہ: ڈیلی الفضل لاہور

فی پرچہ ڈیڑھ آنہ

یوم: چہار شنبہ ۸ صفر المظفر ۱۳۷۴ھ

جلد ۴۳/۸ | ۶ اخاء ۱۳۳۳ ہش * ۶ اکتوبر ۱۹۵۴ء | نمبر ۱۶۸

تونس کے قوم پرستوں کے مرکزوں پر فرانسیسی دستوں کی فضائی بمباری

تونس ۵ اکتوبر۔ تونس میں اعلان کیا گیا ہے کہ فرانسیسی حفاظتی دستوں نے اتوار کی صبح کو قوم پرستوں کے مرکزوں پر ہوائی جہازوں کے ذریعہ بم اور گولے پھینکے۔ یہ پہلا موقعہ ہے کہ فرانسیسی فوجوں نے قوم پرست تحریک کو دبانے کے لئے ہوائی جہازوں کا استعمال کیا

ٹریسٹ کے متعلق اٹلی اور یوگوسلاویہ کا جھگڑا ختم ہوگیا

لندن ۵ اکتوبر۔ اٹلی اور یوگوسلاویہ کے درمیان ٹریسٹ کے متعلق نو سالہ جھگڑا ختم ہوگیا ہے۔ اور اس سلسلہ میں دونوں ملکوں کے سفیروں نے لندن میں ایک معاہدہ پر دستخط کر دیئے۔ اس معاہدہ کے تحت ٹریسٹ کو تقسیم کر دیا جائے گا۔ زون بی یوگوسلاویہ کو ملے گا۔ جس پر وہ جنگ کے بعد سے قابض تھا۔ اور زون اے اٹلی کے حوالے کر دیا جائے گا۔ جہاں جنگ کے بعد قابض فوجیں مقیم تھیں۔ معاہدہ پر تین ہفتے کے بعد عمل درآمد شروع ہوگا۔ اسکے بعد امریکی اور برطانوی فوجیں اس علاقے سے ہٹ جائیں گی

مسئلہ کشمیر کے بارہ میں ہندوستان کی غیر منصفانہ روش پر تمام پاکستان میں بے چینی کا اظہار

اب پاکستان کیلئے اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں کہ وہ اس معاملہ کو سلامتی کونسل میں پیش کرے

کراچی ۵ اکتوبر۔ ہندوستان کی اس پیہم کوشش پر کہ مسئلہ کشمیر کا تصفیہ نہ ہونے پائے تمام پاکستان میں بے چینی کا اظہار کیا جا رہا ہے آج صبح کراچی میں ایک وہائٹ پیپر شائع کیا گیا جس میں تفصیل سے بتایا گیا ہے کہ ہندوستان اس مسئلہ کے تصفیہ کی راہ میں غیر ضروری سوال کھڑے کر کے ہر ممکن رکاوٹ ڈال رہا ہے مجلس دستور ساز کے صدر مسٹر ہاشم گزدر نے ایک بیان میں کہا ہے کہ اب پاکستان کافی انتظار کر چکا ہے اور اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے۔ بلوچستان مسلم لیگ کے ایک لیڈر امیر نبی احمد نے کہا ہے۔ کہ ہندوستان کی ہٹ دھرمی سے ظاہر ہوگیا ہے کہ وہ آزادانہ اور غیر منصفانہ رائے شماری سے بچنا چاہتا ہے۔ کیونکہ اسے یقین ہے کہ رائے شماری کا نتیجہ اس کے خلاف نکلے گا۔

وہائٹ پیپر میں وزیر اعظم پاکستان مسٹر محمد علی اور وزیر اعظم ہندوستان مسٹر نہرو کی تمام خط و کتابت درج کی گئی ہے جس سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ پاکستان نے ہندوستان کو زیادہ سے زیادہ مراعات دینے کی پیشکش کی۔ لیکن مسٹر نہرو نے ہر مرحلہ پر رائے شماری سے بچنے کے لئے حیلے حوالے تلاش کئے اور بالآخر نہرو محمد علی بات چیت ناکام ہوگئی۔ وہائٹ پیپر میں کہا گیا ہے۔ کہ اب جب کہ ہندوستان سے مزید بات چیت کی کوئی بنیاد باقی نہیں رہی۔ پاکستان کے لئے صرف ایک ہی راستہ رہ جاتا ہے اور وہ یہ کہ اب وہ اس معاملے کو دوبارہ سلامتی کونسل میں پیش کر دے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی صحت

لاہور ۵ اکتوبر۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی صحت کے متعلق اطلاع موصول ہوئی ہے کہ حضرت میاں صاحب کو پیٹ کے پھوڑے کی وجہ سے تھوڑی سی تکلیف ہے ویسے عام طبیعت خدا تعالےٰ کے فضل سے بہتر ہے احباب حضرت میاں صاحب کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں

ہندوستان کے فرقہ وارانہ فسادات پر کانگرس پارٹی کی تشویش

نئی دہلی۔ ۵ اکتوبر۔ ہندوستان کی کانگرس پارٹی نے ملک میں ہونے والے روز افزوں فرقہ وارانہ فسادات پر تشویش اور افسوس کا اظہار کیا ہے۔ صوبائی کانگرس کمیٹیوں کو ایک گشتی مراسلہ بھیجا گیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ ان فسادات سے ہندوستان کے قومی اور بین الاقوامی وقار کو سخت صدمہ پہنچ رہا ہے۔ اس مراسلہ میں یہ تجاویز پیش کی گئی ہیں کہ جن علاقوں میں فسادات ہوں۔ وہاں تعزیری ٹیکس لگائے جائیں۔ اور ضلع افسروں کو خبردار کر دیا جائے کہ اگر ان کے علاقے میں فساد ہوا۔ تو اس کی ذمہ داری ان کے سر ڈالی جائے گی

سید ھنائی کے مقام پر پانی کا اخراج کم ہوگیا

لاہور ۵ اکتوبر۔ ملتان میں سید ھنائی کے مقام پر دریائے راوی کے پانی کی نکاسی کی رفتار کم ہو گئی ہے لیکن یہ رفتار بہت سست ہے آج صبح اس مقام پر پانی کا اخراج اٹھاسی ہزار مربع فٹ تھا غوث پور بند میں کئی شگاف پڑ گئے ہیں ان کے درست کرنے کا کام فوج کے سپرد کر دیا گیا ہے ان شگافوں کے ذریعہ جو پانی خارج ہوا اس سے ملتان کے شمال مشرقی علاقوں میں پانی بھر گیا۔ غوث پور اور مخدوم پور کے درمیانی علاقوں میں پوری طرح سیلاب آگیا ہے۔ ضلع لائل پور کے بھی چند مزید علاقوں میں سیلاب آ گیا ہے سیلاب سے ضلع لائلپور کے کل ایک سو چھبیس دیہات متاثر ہوئے ہیں۔ گجرات میں بھمبر نالہ میں پانی بالکل اتر گیا ہے جھنگ کے علاقے میں کل چار سو ستر سٹھ دیہات متاثر ہوئے۔ متاثر ہونے والے اشخاص کی تعداد ایک لاکھ اٹھتر ہزار اور زیر آب رقبہ پانچ لاکھ تیئیس ہزار ایکڑ ہے منٹگمری اور اوکاڑہ کے علاقے میں پانچ اور دیہات سیلاب سے متاثر ہوئے ہیں۔

میاں ممتاز محمد خاں دولتانہ کے خلاف مقدمہ کی سماعت

لاہور ۵ اکتوبر۔ آج فیڈرل کورٹ میں سابق وزیر اعلےٰ پنجاب میاں ممتاز دولتانہ کے خلاف پروڈا کے مقدمہ کی سماعت شروع ہوئی سماعت شروع ہونے پر میاں ممتاز دولتانہ کے وکیل نے عدالت کو بتایا کہ انہوں نے پروڈا کے اس مقدمے کے سلسلہ میں اعتراض اٹھانے کا فیصلہ کیا ہے یہ اعتراض دستور ساز اسمبلی میں پروڈا کی تنسیخ کے فیصلہ سے متعلق ہوگا۔ چونکہ پاکستان کے ایڈووکیٹ جنرل بیماری کی وجہ سے آج عدالت میں نہیں آسکے۔ اس لئے مقدمہ کی سماعت دس نومبر تک ملتوی کر دی گئی جسٹس محمد اکرم نے کہا کہ دس نومبر کے بعد مزید التواء کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ عدالت پہلے میاں ممتاز محمد خان دولتانہ کے وکیل کے اعتراض کی سماعت کرے گی۔ مقدمہ کی سماعت کرنیوالے بنچ میں جسٹس محمد اکرم کے علاوہ جسٹس شہاب الدین ۴ اور جسٹس محمد شریف ہیں۔

حسین فاطمی کے مقدمہ کی سماعت بند کمرے میں ہوگی

تہران ۵ اکتوبر۔ سابق وزیر خارجہ ایران ڈاکٹر حسین فاطمی کے مقدمہ کی سماعت کرنے والی عدالت نے حکم دیا ہے کہ مقدمہ کی سماعت بدستور بند کمرے میں ہوگی۔

نیویارک اور لندن کی بندرگاہوں میں مزدوروں کی ہڑتال

نیویارک ۵ اکتوبر۔ نیویارک کی گودی میں پچیس ہزار مزدوروں نے ہڑتال کر دی ہے۔ لندن کی بندرگاہ میں بھی دس ہزار مزدوروں کی ہڑتال کا آج دوسرا دن ہے۔ ہڑتال کی وجہ سے ستر سے زیادہ جہاز بے کار کھڑے ہیں۔

ایرانی مجلس کی پارلیمانی کمیٹی نے تیل کا سمجھوتہ منظور کر لیا

تہران ۵ اکتوبر۔ کل ایرانی مجلس کی پارلیمانی کمیٹی نے دو کے مقابلہ میں چونتیس ووٹوں سے ایرانی تیل کے سلسلہ میں ایران اور بین الاقوامی تیل کمپنیوں کا سمجھوتہ منظور کر لیا۔

خطبہ جمعہ

ذہانت۔ فکر اور تدبر ہی وہ حقیقی دولت ہے جو اللہ تعالیٰ نے انسان کو عطا فرمائی ہے

اگر تم اس سے فائدہ اُٹھاؤ تو تمہیں اتنا کچھ مل جائیگا کہ خدا تعالیٰ سے اور مانگتے ہوئے شرم آئیگی

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-
دنیا میں انسان کچھ دولتیں کماتا ہے۔
اور کچھ دولتیں انسان کو

خدا تعالےٰ کی طرف سے

ملی ہوئی ہوتی ہیں۔ جو دولتیں انسان دنیا میں کماتا ہے۔ وہ کسی انسان کے پاس زیادہ ہوتی ہیں کسی کے پاس بہت کم ہوتی ہیں۔ اور کسی کے پاس ہوتی ہی نہیں۔ مثلاً زمین بھی دولت ہے۔ لیکن دنیا کے سب لوگ زمیندار نہیں۔ کسی کے پاس زمین بہت زیادہ ہے۔ کسی کے پاس بہت کم زمین ہے۔ اور کسی کے پاس زمین ہے ہی نہیں۔ تجارتیں ہیں ان میں بھی یہی حال ہے۔ کوئی پھیری کر کے گزارہ کرتا ہے۔ اور کوئی بڑے بڑے کارخانوں کا مالک ہے۔ بنکنگ کا بھی یہی حال ہے۔ مالی لحاظ سے کسی کے پاس پانچ سات روپے ہوتے ہیں۔ تو وہ اپنے آپ کو مالدار سمجھتا ہے۔ اور کسی کے پاس کروڑوں روپے ہوتے ہیں۔ اور پھر بھی وہ

اور مال حاصل کرنے کی کوشش

کرتا رہتا ہے۔ امریکہ میں بعض لوگوں کی سالانہ آمد کروڑوں ڈالر ہے ان کو بھی مالدار کہتے ہیں۔ اور غربا کے علاقہ میں اگر کسی کے پاس سو دو سو روپیہ آجاتا ہے۔ تو لوگ کہتے ہیں۔ یہ شخص بہت مالدار ہے۔ غرض وہ دولت جو انسان کماتا ہے۔ اور جو ظاہر میں نظر آتی ہے۔ وہ سب کو یکساں طور پر نہیں ملی۔ کیونکہ اس کے لئے محنت اور جدوجہد کرنی پڑتی ہے۔ اور اسی وجہ سے

انسانوں میں بہت بڑا تفاوت

پایا جاتا ہے۔ یہ تفاوت کبھی قانون کے طور پر ہوتا ہے۔ جیسے جو شخص زیادہ محنت کرتا ہے زیادہ کما لیتا ہے۔ اور کبھی استثناء کے طور پر ہوتا ہے۔ جیسے ماں باپ مالدار ہوں۔ تو ان کا بیٹا بغیر کسی محنت کے مالدار بن جاتا ہے۔ لیکن ایک دوسری قسم کی دولت بھی انسان کو ملتی ہے۔ جو حقیقتاً بہت زیادہ قیمتی ہوتی ہے مگر افسوس ہے کہ انسان اس کی قدر نہیں کرتے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۱۷ ستمبر ۱۹۵۳ء بمقام ربوہ

حالانکہ وہی دولت اصل دولت ہے۔ اور پھر وہ ایسی دولت ہے جو تمام انسانوں کو یکساں طور پر اللہ تعالےٰ کی طرف سے عطا کی گئی ہے۔ اور وہ دولت ہے حافظہ کی۔ فکر کی۔ ذہانت کی۔ عقل کی اور تدبر کی۔ یہ دولت ہر ایک انسان کو ملی ہے سوائے پاگل اور فاتر العقل کے۔ اور یہ چیز بطور استثناء کے ہے ورنہ جو انسان بھی اس دنیا میں پیدا ہوتا ہے۔ اسے اللہ تعالےٰ کی طرف سے یہ خزانہ دے کر بھیجا جاتا ہے۔ اسے پیدائش کے ساتھ ہی حافظہ اور ذہانت اور

فکر اور تدبر کی قوتیں

عطا کی جاتی ہیں۔ اگر بعد میں وہ ان کی ناقدری کرتا ہے تو یہ قوتیں کلی طور پر یا جزوی طور پر ضائع ہو جاتی ہیں۔ مثلاً اگر وہ آنکھوں کو استعمال نہیں کرتا۔ تو وہ اندھا ہو جاتا ہے۔ پاؤں سے نہیں چلتا تو پاؤں شل ہو جاتے ہیں ہاتھ سے کام نہیں لیتا تو ہاتھ شل ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح اگر وہ جسم کے دوسرے اعضاء کو استعمال نہیں کرتا تو اس کی جسمانی طاقتیں ضائع ہو جاتی ہیں۔ اور جو شخص ان کی قدر کرتا ہے اس کی قوتیں بڑھ جاتی ہیں۔ مثلاً اگر کوئی شخص محنت کرتا ہے۔ اور اپنے اسباق کو یاد کرتا ہے۔ تو اس کا حافظہ تیز ہو جاتا ہے۔ اور جو محنت نہیں کرتا اور اپنے اسباق کو یاد نہیں کرتا۔ اس کا حافظہ کمزور ہو جاتا ہے۔ پھر جو لوگ بات کے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کی

استنباط کی قوت

بڑھ جاتی ہے۔ اور جو لوگ بات کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے۔ ان کی استنباط کی قوت جاتی رہتی ہے۔ جو لوگ اپنے اردگرد کے ماحول پر غور کرنے کی عادت ڈال لیتے ہیں۔ ان کی قوت فکر بڑھ جاتی ہے۔ اور جنہیں اپنے ماحول پر غور کرنے کی عادت نہیں ہوتی۔ ان کی قوت فکر جاتی رہتی ہے۔ پھر جو لوگ اپنے مختلف جذبات کو ان کی اپنی اپنی حد کے اندر قائم رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کی عقل ترقی کرتی ہے۔ اور جو ایسا نہیں کرتے۔ ان کی عقل ماری جاتی ہے۔ جو لوگ خداداد سامانوں کو صحیح طور پر اور مناسب موقعہ پر استعمال کرنے کی سکیم بنا لیتے ہیں۔ ان کی قوت مدبرہ ترقی کرتی ہے۔ اور جو اس قسم کی سکیم نہیں بناتے۔ ان کی قوت مدبرہ جاتی رہتی ہے۔ لیکن پیدائش کے وقت یہ سب قوتیں ہر انسان کو ملتی ہیں۔ اور قریباً برابر ملتی ہیں۔ بعد میں ناقدری کی وجہ سے یہ قوتیں کم ہو جائیں تو اور بات ہے۔ یا ماں باپ نے جس قسم کا معاملہ کیا ہو۔ اس کے مطابق یہ قوتیں زیادہ یا کم ہو جاتی ہیں۔ مثلاً

ایام طفولیت میں

اگر ماں باپ نے بچہ کی صحیح نگرانی نہیں کی۔ یا ماں نے حمل کے دوران میں پوری احتیاط نہیں کی تو اس سے بچہ کی قوتوں پر اثر پڑ سکتا ہے۔ لیکن یہ اثر بہت کم ہوتا ہے۔ الا ماشاء اللہ۔ یعنی بعض اوقات بچہ پیدائشی طور پر پاگل ہوتا ہے۔ لیکن ایسا بہت کم ہوتا ہے۔ اگر انسانوں کی کیفیت مجموعی دیکھا جائے۔ تو کروڑوں کروڑ لوگ ایسے نکلیں گے۔ جو ان خداداد قوتوں سے مالا مال ہوں گے۔ لیکن

ظاہری لحاظ سے

یہ صورت نہیں۔ اگر تمام انسانوں کی مالی حالت کا اندازہ لگایا جائے۔ تو ظاہری مالدار اس دنیا میں دس پندرہ لاکھ سے زیادہ نہ ہوں گے۔ اس وقت دنیا کی آبادی اڑھائی ارب ہے۔ اگر ظاہری دولت رکھنے والے پندرہ لاکھ ہوں۔ اور دنیا کی آبادی پندرہ کروڑ ہوتی تو ان کی نسبت کروڑ میں سے ایک لاکھ کی ہوتی۔ لیکن دنیا کی آبادی اڑھائی ارب ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ قریباً ۱۷۰۰ میں سے ایک شخص ایسا ہے۔ جس کے پاس ظاہری دولت ہے۔ لیکن حافظہ ذہانت

تدبر اور فکر کی دولت

۱۷۰۰ میں سے ۱۶۸۰ کے پاس ہوگی۔ صرف ۲۰ اشخاص ایسے نکلیں گے۔ جن کی یہ طاقتیں ماؤف ہوں گی۔ باقی سب لوگوں کے پاس یہ دولت موجود ہوگی۔ ہاں عدم استعمال کی وجہ سے ان پر زنگ لگ جائے۔ تو اور بات ہے۔ جیسے اگر کوئی چاقو بارش میں پھینک دے۔ تو اس پر زنگ لگ جائے گا۔ لیکن اگر اسے پانی میں سے اُٹھا کر صاف کیا جائے تو وہ ویسا ہی صاف نکل آئے گا۔ جیسے پہلے تھا لیکن سب سے زیادہ بے قدری اسی دولت کی کی جاتی ہے۔ جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہر انسان کو عطا کی گئی ہے۔ اگر کسی شخص سے دریافت کیا جائے۔ کہ تمہارے پاس کیا کیا مال ہے۔ تو وہ کہے گا۔ میرے پاس اتنی زمین ہے۔ مکان ہے۔ بھینس ہے۔ گھوڑا ہے۔ لیکن وہ دولت جو سب سے بڑی ہے۔ مثلاً ہوا ہے پانی ہے۔ جو اسے نہ ملے تو مر جائے۔ اس کا ذکر تک نہیں کرے گا۔ بھینس اور گھوڑا ضائع ہو جائے۔ تو انسان نہیں مرے گا۔ کپڑوں کا ایک حصہ جاتا رہے۔ تو وہ موسم کی برداشت کر لیگا۔ لیکن ہوا نہ ملے۔ تو چند منٹ میں ہی مر جائے۔ اگر پانی نہ ملے تو وہ ایک دن یا اس سے کچھ زائد عرصہ میں مر جائیگا۔ غرض انسان

سب سے بڑی دولت

کو گنے گا ہی نہیں۔ حالانکہ اگر یہ دولت اسے نہ ملے۔ تو اس کا زندہ رہنا ناممکن ہے۔ وہ کبھی آنکھوں۔ کانوں۔ ناک اور زبان کا نام نہیں لے گا۔ حالانکہ وہ نہیں جانتا۔ کہ اگر وہ کہتا ہے میرے پاس گڑ ہے۔ تو وہ گڑ کس کام کا۔ جب زبان نہ ہوگی۔ اگر زبان گڑ کو نہ چکھتی۔ تو انسان کے نزدیک گڑ اور پھیکا برابر ہے۔ یا مثلاً وہ کہتا ہے۔ میری بیوی اور بچے خوبصورت ہیں۔ لیکن اس کو یہ خیال نہیں آئے گا۔ کہ اگر اسکی آنکھیں ہی نہ ہوں۔ تو اسے وہ خوبصورت کیسے معلوم ہوں۔ غرض دولت کے جو

حقیقی خزانے

ہیں۔ انسان ان کی قدر نہیں کرتا۔ اور جو دولتیں نسبتی ہیں۔ اور بالواسطہ ملتی ہیں۔ ان کے پیچھے ہر وقت

بڑا رہتا ہے۔ مثلاً کپڑا ہے۔ اگر کپڑا میرے جسم کو نرم اور ملائم معلوم ہوتا ہے۔ تو اس کی قیمت ہے۔ اور اگر میرا جسم کپڑے کی ملائمت محسوس نہیں کرتا۔ تو اس کی کوئی قیمت نہیں۔ پھر اگر کپڑے کی کوئی قیمت ہے۔ تو اس لئے کہ میرے ملنے والے دوستوں کو اچھا لگے۔ اور انہیں لذت محسوس ہو۔ اگر میرے دوست کی آنکھیں ہی نہ ہوں۔ اور میری حس موجود نہ ہو۔ تو چاہے وہ کپڑا لاکھ روپے گز کا ہو۔ یا چند آنے کا مجھے اس کا کیا فائدہ۔ پھر زبان اور معدہ ہیں، یہ دونوں مل کر کھانے کی قیمت بناتے ہیں۔ اگر کوئی دودھ پیئے۔ رس پیئے۔ مکھن کھائے۔ لسی پیئے۔ یا پلاؤ اور زردہ کھائے۔ لیکن اس کی زبان نہ ہو۔ تو یہ چیزیں کچھ بھی نہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ فرمایا کرتے تھے۔ کہ ایک امیر شخص میرے پاس آیا۔ اور اس نے کہا۔ میرا علاج کیجیے۔ مجھے بھوک نہیں لگتی۔ آپ فرماتے تھے۔ کہ ایک دن اتفاقیہ طور پر میں اس کے ہاں چلا گیا۔ تو میں نے دیکھا۔ کہ اس کے سامنے ساٹھ ستر کھانے پڑے تھے۔ اور وہ ہر ایک کھانے سے ایک ایک لقمہ چکھتا۔ اور جب

بیس پچیس لقمے

کھا چکا تو کہنے لگا۔ دیکھیے۔ اب کھانے کو بالکل جی نہیں چاہتا۔ بھوک بالکل بند ہے۔ چونکہ وہ ہر کھانے میں سے صرف ایک ایک لقمہ اٹھا کر کھاتا تھا۔ اس لئے اسے ایک ہی لقمہ نظر آتا تھا۔ اگر اس کے سامنے صرف ایک ہی کھانا ہوتا۔ اور وہ اس میں سے بیس پچیس لقمے کھا لیتا تو کہتا۔ مجھے بڑی بھوک لگتی ہے۔ اسی طرح ہمارے ماموں جان مرحوم (حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم رضؓ) نے ایک شخص کا ذکر کیا۔ کہ اس نے مجھے کہا۔ مجھے بھوک نہیں لگتی۔ میں نے پتہ لگایا۔ تو مجھے معلوم ہوا۔ کہ وہ ایک ایک دن میں ڈیڑھ ڈیڑھ سیر کھا جاتا تھا۔ مگر کھاتا اس طرح تھا۔ کہ مثلاً مربہ آملہ اتنا۔ معجون فلاسفہ اتنا۔ خلال مفرح اتنی۔ شربت بنفشہ اتنا خمیرہ گاؤزبان اتنا۔ عرق بادیاں اتنا۔ میں نے کہا۔ تم ڈیڑھ ڈیڑھ سیر روز کھا لیتے ہو۔ اور پھر کہتے ہو۔ بھوک نہیں لگتی۔ اب دیکھو۔ وہ شخص یہ سمجھتا تھا۔ کہ میں نے کچھ نہیں کھایا۔ حالانکہ

مضبوط سے مضبوط آدمی

چھ سات چھٹانک ایک وقت میں کھاتا ہے۔ اور وہ ڈیڑھ ڈیڑھ سیر دن میں کھا کر بھی بھوک نہ لگنے کا شکوہ کرتے تھے۔ غرض ہمارے سب کپڑوں اور کھانوں کی قدر ان نعمتوں کی وجہ سے ہے۔ جو خدا تعالےٰ نے عطا کی ہیں۔ اگر تم اپنی آنکھیں نکال دو۔ یا جسمانی حس مار دو۔ تو خوبصورت اور ردی کپڑوں میں تمہیں کوئی فرق معلوم نہیں ہوگا۔ چاہے کپڑا لاکھ روپے گز ہو۔ یا چار آنے گز۔ تمہارے لئے دونوں برابر ہوں گے پس اللہ تعالےٰ نے جو نعمتیں دی ہیں۔ وہ بہت زیادہ قیمتی ہیں۔ مگر افسوس ہے۔ کہ لوگ ان سے کام نہیں لیتے۔ دنیا کے سیاستدانوں کو لے لو۔ جرنیلوں کو لو۔ یا بادشاہوں کو لو۔ ان کی بڑائی ظاہری مال و دولت کی وجہ سے نہیں تھی۔ بلکہ ذہانت۔ عقل۔ فکر اور تدبر کی دولت کی وجہ سے تھی۔ میں نے بھی جماعت کو بارہا اس طرف توجہ دلائی ہے۔ کہ وہ ذہانت اور عقل کو تیز کرے۔ لیکن بار بار توجہ دلانے کے باوجود جماعت نے اس طرف توجہ نہیں کی۔ میں نے خدام میں ایسی مشقیں رکھی تھیں۔ کہ جن کی وجہ سے یہ طاقتیں زیادہ ہوں۔ لیکن میں دیکھتا ہوں۔ کہ انہوں نے بھی اس سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ مثنوی رومی میں لکھا ہے۔ کہ محمود غزنوی جب ہندوستان کے حملہ سے واپس آرہا تھا۔ تو راستہ میں بعض لوگوں نے اس کے پاس شکایت کی۔ کہ آپ نے ایاز کو بڑا جرنیل بنا دیا ہے۔ لیکن یہ بڑا لاپرواہ ہے۔ محمود ان کی شکایات سنتا رہا۔ لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ جب وہ افغانستان کی طرف جا رہا تھا۔ تو رستہ میں وہ ایک پہاڑی درہ میں سے گزرا۔ وہ جگہ بڑی خطرناک تھی۔ اور خیال کیا جاتا تھا۔ کہ دشمن وہاں سے حملہ نہ کر دے۔ اور لشکر کو نقصان نہ پہنچائے اردگرد فوج کے دستے جا رہے تھے۔ ایک جگہ یک دم ایاز نے سیٹی بجائی۔ اور اپنی فوج کو ایک طرف لے کر چلا گیا۔ ایک افسر نے موقع غنیمت جانا۔ اور محمود کے پاس شکایت کی۔ کہ دیکھیے اس قسم کے

نازک موقع پر

ایاز فوج لے کر شکار کے لئے چلا گیا ہے۔ کیا ہم نہیں کہتے تھے۔ کہ یہ شخص قابل اعتبار نہیں۔ محمود نے کہا۔ ایاز واپس آئے گا۔ تو اس سے دریافت کروں گا۔ کہ اس نے ایسا کیوں کیا ہے۔ جب وہ درے سے باہر نکلے۔ تو ایاز وہاں کھڑا تھا۔ اور کچھ قیدی بھی اس کے ساتھ تھے۔ محمود نے دریافت کیا۔ یہ کون ہیں؟ ایاز نے کہا۔ یہ لوگ ایک چٹان کے پیچھے چھپ کر بیٹھے ہوئے تھے۔ اس چٹان کے پاس سے شاہی سواری گذرنی تھی۔ میں نے سمجھا۔ کہ ان لوگوں کی نیت خراب ہے۔ ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ بادشاہ کو نقصان پہنچائیں۔ چنانچہ میں نے اپنا دستہ علیحدہ کیا۔ اور اس طرف چلا گیا۔ اور ان لوگوں کو گرفتار کر لایا۔ محمود نے دریافت کیا۔ کہ تمہیں کس طرح خیال پیدا ہوا۔ کہ ان پتھروں کے پیچھے کچھ آدمی بیٹھے ہیں۔ ایاز نے کہا۔ مجھے ان لوگوں کا اس طرح علم ہوا۔ کہ میں ہر وقت آپ کے چہرہ پر توجہ رکھتا ہوں۔ جونہی ہم اس جگہ پہنچے۔ میں نے دیکھا۔ کہ آپ نے اسی جگہ دیر تک اپنی نظر جمائے رکھی۔ اس سے میں نے خیال کیا۔ کہ آپ کا ایسا کرنا بلا وجہ نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ میں نے اپنا دستہ الگ کر لیا۔ اور اس طرف روانہ ہو گیا۔ وہاں پہنچ کر میں نے دیکھا۔ کہ کچھ آدمی پتھروں کے پیچھے چھپے بیٹھے ہیں۔ اور چونکہ وہ

مشتبہ حالت میں

تھے۔ اس لئے میں نے ان سب کو گرفتار کر لیا۔ محمود نے باقی افسروں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اب بتاؤ۔ کیا تم نے وہ کام کیا۔ جو اس نے کیا ہے۔ میں نے اس طرف دیکھا۔ لیکن یہ لوگ کہیں چھپ گئے۔ اور مجھے نظر نہ آئے ایاز نے میری طرف نگاہ رکھی۔ اور میرے اس طرف دیکھنے سے اسے خطرہ محسوس ہوا۔ چنانچہ وہ اس طرف دستہ لے کر چلا گیا۔ اور ان لوگوں کو گرفتار کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اگر وہ ایسا نہ کرتا۔ تو ممکن تھا۔ کہ یہ لوگ مجھے نقصان پہنچاتے۔ اس شخص نے عقل سے کام لیا۔ لیکن تم نے عقل کو استعمال نہیں کیا۔ اس پر وہ سب افسر شرمندہ ہو گئے۔ اسی طرح

کولمبس کے متعلق مشہور ہے

کولمبس نے امریکہ دریافت کیا تھا۔ اور اسے امریکہ دریافت کرنے کا شوق اس لئے پیدا ہوا۔ کہ اس نے مسلمانوں سے سنا ہوا تھا۔ کہ اس طرف کوئی ملک ہے۔ چنانچہ حضرت محی الدین صاحب ابن عربی رحؒ کی ایک خواب تھی۔ جو میں نے بھی پڑھی ہے۔ انہوں نے اپنی ایک کتاب میں لکھا ہے۔ کہ مجھے رؤیا میں دکھایا گیا ہے۔ کہ سپین کے ملک سے پرے ایک بہت بڑا ملک واقع ہے۔ (حضرت محی الدین صاحب ابن عربی رحؒ اسپین کے رہنے والے تھے) اس بات کا آپ کے مریدوں میں چرچا ہو گیا۔ کولمبس نے بھی ان سے یہ بات سن لی۔ اسے مسلمانوں سے عقیدت تھی۔ اور وہ سمجھتا تھا۔ کہ یہ لوگ جو بات کہتے ہیں۔ وہ درست ہوتی ہے۔ اس نے اس پر غور کرنا شروع کیا۔ اس نے مختلف چیزوں سے اس بات کی سچائی کا اندازہ لگا لیا۔ اس نے دیکھا کہ سمندر میں اس علاقہ کی طرف سے جس کی طرف محی الدین ابن عربی رحؒ نے اشارہ فرمایا ہے۔ بعض چیزیں بہتی ہوئی آتی ہیں۔ جو انسان سے تعلق رکھتی ہیں۔ اس سے اس نے سمجھ لیا۔ کہ یہ بات بالکل درست ہے۔ اس لئے اس نے

امریکہ دریافت کرنے کا ارادہ

کر لیا۔ وہ غریب آدمی تھا۔ اور اس مہم کے اخراجات کا متکفل نہیں ہو سکتا تھا۔ اس لئے وہ بادشاہ کے پاس گیا۔ اور اس سے درخواست کی۔ کہ سپین سے پرے ایک بہت بڑا ملک واقع ہے۔ میں اسے دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ اگر میں نے وہ ملک دریافت کر لیا۔ تو وہ ملک آپ کا ہوگا۔ اور اس سے آپ کی عزت بڑھے گی۔ اگر آپ مجھے کچھ آدمی دے دیں۔ کچھ جہاز دے دیں۔ اور ملاحوں کی تنخواہوں اور دیگر اخراجات کے لئے کچھ روپیہ دے دیں۔ تو میں اس ملک کو دریافت کروں۔ پہلے تو بحری علوم کے ماہرین نے اس کی مخالفت کی۔ اور کہا کہ یہ بڑا

جان جوکھوں کا کام

ہے۔ ان دنوں میں انجن سے چلنے والے جہاز نہیں ہوتے تھے۔ بلکہ بادبانی جہاز تھے۔ اس لئے چھوٹے چھوٹے سفروں میں بھی پانچ پانچ چھ چھ ماہ لگ جاتے تھے۔ اور جہازوں میں اتنے لمبے عرصہ تک کی خوراک رکھنا بھی مشکل ہوتا تھا۔ پھر جہازوں کو ہوائیں توڑ پھوڑ دیتی تھیں۔ اور لوگ موت کی نذر ہو جاتے تھے۔ لیکن جب کولمبس نے اصرار کیا۔ تو بادشاہ آدمی جہاز اور روپیہ دینے کے لئے تیار ہو گیا۔ اس پر پادریوں نے کولمبس کی مخالفت شروع کر دی۔ اور کہا کہ زمین تو چپٹی ہے۔ اور کولمبس کا کہنا اسی صورت میں درست ہو سکتا ہے جب زمین گول ہو۔ اور زمین کا گول ہونا

بائیبل کی تعلیم کے خلاف

ہے۔ بائیبل میں لکھا ہوا ہے۔ کہ زمین چپٹی ہے۔ چنانچہ کتابوں میں اس وقت کے لاٹ پادری کی تقریر چھپی ہوئی موجود ہے، اس نے تقریر کرتے ہوئے بڑے زور سے کہا۔ دنیا میں اس قسم کے بے وقوف لوگ بھی پائے جاتے ہیں۔ جو یہ کہتے ہیں کہ زمین گول ہے۔ حالانکہ اگر زمین کو گول فرض کر لیا جائے۔ تو اس کا یہ مطلب ہوگا۔ کہ دنیا میں کوئی علاقہ ایسا بھی موجود ہے۔ جس میں لوگ ٹانگیں اوپر کر کے چلتے ہیں۔ اور ان کے سر نیچے لٹکے ہوئے ہوتے ہیں۔ ہمارے ہاں بارش اوپر سے ہوتی ہے۔ اور ان کے ہاں بارش نیچے سے اوپر آتی ہے۔ لیکن کولمبس ضدی واقع ہوا تھا۔ اس نے اپنی کوشش ترک نہ کی۔ اس نے ملکہ پر اثر ڈالا۔ کہ اگر یہ ملک دریافت ہو گیا۔ تو اس کی بڑی عزت ہوگی۔ چنانچہ ملکہ اس کی مدد پر آمادہ ہو گئی۔ اس نے اپنے زیورات بیچ کر جہازوں نوکروں کی تنخواہوں اور دوسرے اخراجات کے لئے روپیہ مہیا کر دیا۔ اور کولمبس امریکہ کے دریافت کرنے کے لئے روانہ ہو گیا۔ رستہ میں ان کی خوراک ختم ہو گئی۔ پینے کا پانی بھی ختم ہو گیا۔ اور لوگوں نے مایوس ہو کر بغاوت شروع کر دی۔ اور کہنے لگے۔ کہ تو نے ہم سے دھوکہ کیا ہے۔ اور ہمیں موت کے منہ میں دے دیا ہے۔ لیکن کولمبس نے انہیں کسی نہ کسی طرح سفر جاری رکھنے پر

دامنی کر لیا۔ اور وہ اپنی جان بچاتے بچاتے امریکہ پہنچ گیا۔ جب وہ امریکہ پہنچے تو انہیں وہاں بڑی دولت مل گئی۔ ملک کی آبادی بہت کم تھی۔ اور

سونے کی کانیں

کثرت سے پائی جاتی تھیں۔ اس لئے انہوں نے انہیں خوب لوٹا۔ اور جب وہ واپس آئے تو اس مہم کے سر کرنے کی وجہ سے کولمبس کا نام پھیلنا شروع ہوا۔ جب اس کی خوب شہرت ہوئی۔ تو دربار میں اس کے بہت سے حاسد پیدا ہو گئے۔ وہی پادری جنہوں نے یہ کہا تھا۔ کہ دنیا میں اس قسم کے بیوقوف بھی پائے جاتے ہیں۔ جن کا یہ خیال ہے۔ کہ زمین گول ہے۔ اور اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ دنیا کے دوسری طرف کے لوگ ٹانگیں اوپر کر کے چلتے ہیں۔ اور بارش بجائے اوپر سے نیچے آنے کے نیچے سے اوپر آتی ہے۔ کولمبس پر حسد کرنے لگے۔ اور کہنے لگے یہ بھی کوئی بات ہے۔ جہاز میں کچھ لوگ چلے گئے۔ اور ایک ایسے ملک میں پہنچ گئے۔ جس کا علم ہمیں پہلے نہیں تھا۔ اگر کولمبس کے علاوہ کوئی اور شخص جاتا۔ تو وہ بھی بآسانی امریکہ دریافت کر لیتا۔ کسی شخص نے یہ بات کولمبس تک بھی پہنچا دی۔ اس نے کہا یہ درست ہے کہ اگر کوئی شخص کوشش کرتا۔ تو امریکہ دریافت کر لیتا۔ لیکن انہیں ایسا کرنے کا خیال بھی تو آتا۔ ایک دن کوئی دعوت تھی۔ جس میں

بڑے بڑے رؤسا اور امراء

جمع تھے۔ کولمبس نے ایک انڈا لیا۔ اور تمام درباریوں سے کہا۔ کہ اسے میز پر کھڑا کر دو۔ اس پر سب لوگوں نے کوشش کی لیکن وہ انڈا کھڑا نہ کر سکے۔ آخر کولمبس نے ایک سوئی لی۔ اور انڈے کے نیچے چبھوئی جس سے کچھ لعاب باہر نکل آیا۔ اور اس کی وجہ سے انڈہ میز پر چپک گیا۔ اس پر بعض درباریوں نے کہا۔ کہ یہ کونسی بات ہے۔ یہ کام تو ہم بھی کر سکتے تھے۔ کولمبس نے کہا۔ کہ امریکہ کے متعلق بھی آپ لوگ یہی کہتے تھے کہ اگر ہم کوشش کرتے تو دریافت کر لیتے۔ سو وہاں تو آپ کو موقع نہیں ملا تھا۔ یہاں تو آپ کو موقع مل گیا تھا۔ مگر پھر بھی آپ کی عقل نے کام نہ دیا۔ غرض جتنے لیڈر بادشاہ اور جرنیل بنے ہیں۔ وہ ظاہری دولت سے نہیں بنے۔ بلکہ خداداد دولتوں۔ حافظہ۔ عقل۔ فکر اور تدبر سے بنے ہیں۔ ہمایوں کے پاس ظاہری دولت نہیں تھی بابر کے پاس ظاہری دولت نہیں تھی۔ اکبر کے پاس ظاہری دولت نہیں تھی۔ لیکن ان لوگوں نے عقل۔ فکر اور تدبر کی دولت سے فائدہ اٹھایا اور

عظیم الشان کارنامے

سرانجام دیئے۔ ان کے مقابلے میں احمد شاہ اور احمد شاہ کے پاس ظاہری دولت تھی۔ لیکن انہوں نے عقل۔ فکر اور تدبر کی دولت سے فائدہ نہ اٹھایا جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ وہ ذلیل ہو گئے۔ ہمایوں بابر اور اکبر نے خدا کی دی ہوئی دولت سے کام لیا۔ اور وہ جیت گئے۔ لیکن محمد شاہ اور احمد شاہ نے

ان سے کام نہ لیا۔ اور وہ ہار گئے۔ پس خدا کی دی ہوئی دولت ظاہری دولت سے ہزاروں گنا زیادہ قیمتی ہے۔ میں نے جماعت کو بار بار اس طرف توجہ دلائی ہے۔ کہ وہ خدا کی دی ہوئی دولت سے کام لے۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ ان کے ذہن اس طرف نہیں جاتے۔ میں دیکھتا ہوں۔ کہ عقل۔ فہم۔ ذکاء اور تدبر کے خزانے پڑے ہیں۔ لیکن جس طرح قرآن کے خزانوں کو لینے والا کوئی نہیں۔ اسی طرح ان خزانوں کی طرف بھی کسی کی توجہ نہیں۔ مگر جس طرح قرآن کریم کے خزانوں کو لینے کی اگر کوئی کوشش کرتا ہے۔ تو اسے مل جاتے ہیں۔ اسی طرح

عقل۔ تدبر اور فہم و ذکاء کے خزانے

بھی مل سکتے ہیں۔ بشرطیکہ کوئی کوشش کرے ان خزانوں سے جہاں دوسرے لوگ محروم ہیں وہاں تم بھی ان سے محروم ہو۔ لیکن انہیں تو کوئی بتانے والا موجود نہیں۔ اس لئے وہ ان خزانوں سے محروم ہیں۔ لیکن تمہیں بتانے والا موجود ہے اور وہ تمہیں بار بار اس طرف توجہ دلاتا ہے اگر تم اس طرف توجہ نہیں کرتے۔ تو تم مجرم ہو۔ میں نے کالجوں اور سکولوں کے اساتذہ کو بارہا اس طرف توجہ دلائی ہے۔ کہ لڑکوں کی ذہانت کی طرف توجہ کرو۔ لیکن وہ اس طرف توجہ نہیں کرتے۔ میں دیکھتا ہوں کہ اگر کسی کو چھوٹا سا پیغام بھی دیا جائے۔ تو وہ صحیح طور پر نہیں پہنچایا جاتا۔ اگر میں کسی سفر پر جاؤں اور وہاں پرائیوٹ سیکرٹری کو پیغام بھجواؤں۔ کہ ہم بارہ بجے چلیں گے۔ کیونکہ چار بجے ربوہ میں ایک ملاقات ہے۔ تو پیغام پہنچانے والا بارہ بجے پر زور دینا شروع کر دے گا۔ اور کہے گا ہم نے بارہ بجے چلنا ہے۔ بارہ بجے چلنا ہے اور جو اصل بات ہو گی۔ کہ ہم نے بارہ بجے کیوں چلنا ہے۔ اسے نظر انداز کر دے گا۔ یا مثلاً نماز ہے۔ نماز کی مجھے اطلاع کی جاتی ہے۔ تو چونکہ

بیماری کی وجہ سے

میں بعض دفعہ مسجد میں نہیں آ سکتا۔ اس لئے میں ساتھ ہی عذر بھی بیان کر دیتا ہوں۔ کہ مجھے سر درد ہے یا میرے پاؤں میں تکلیف ہے یا اس وقت بخار ہے۔ اس لئے نہیں آ سکتا۔ لیکن پیغامبر یہ نہیں بتائے گا۔ کہ میں نماز کے لئے کیوں نہیں آیا۔ صرف یہ کہہ دے گا کہ نماز پڑھانے کی اجازت ہے۔ حالانکہ نماز میرے لئے بھی ویسی ہی فرض ہے۔ جیسے دوسرے لوگوں کے لئے۔ اور میرے جائز عذر کے معلوم نہ ہونے کی وجہ سے بیوقوف لوگ یہ خیال کر سکتے ہیں۔ کہ گویا میں جان بوجھ کر نماز کے لئے نہیں آتا۔ ہم اس دفعہ لاہور گئے۔ تو میں نے پرائیوٹ سیکرٹری کو ہدایت دی۔ کہ ہم نے پانچ بجے یہاں سے روانہ ہونا ہے۔

لیکن روانہ ہم چھ بجے ہوئے۔ اور اس کی وجہ وہی دفتر والوں کی کم عقلی تھی۔

ہمارے ملک میں یہ رواج ہے

کہ اگر کہا جائے۔ کہ ہم نے پانچ بجے چلنا ہے۔ تو کار کن پانچ بجے ہی آئیں گے۔ اور کہیں گے کہ سامان دیں۔ حالانکہ ہو سکتا ہے کہ گھر والے پیشاب پاخانہ کے لئے بیت الخلاء گئے ہوئے ہوں۔ یا پھر یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ ابھی سامان بندھا ہوا نہ ہو۔ اس لئے ضروری ہوتا ہے کہ ایک گھنٹہ پہلے اطلاع دی جائے۔ پانچ بجے روانہ ہونا ہو۔ تو چار بجے اطلاع دی جائے۔ مگر جب پانچ بجے اطلاع دی جاتی ہے۔ تو سامان دینے والا یہ سمجھتا ہے کہ ابھی چار بجے ہیں۔ حالانکہ اس وقت پانچ بج چکے ہوتے ہیں۔ تو اگر سامان لینے والا عقل اور ذہانت سے کام لیتے ہوئے پانچ بجے کی بجائے چار بجے سامان لینے جائیگا۔ تو یقیناً وقت پر روانگی ہو سکے گی ورنہ پانچ بجے اطلاع دینے پر وقت پر روانگی نہیں ہو سکتی۔ یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں۔ لیکن ذہانت کی کمی کی وجہ سے ہمیشہ ان میں غلطی کی جاتی ہے۔ چالیس سال سے میں جماعت کو اس طرف توجہ دلا رہا ہوں لیکن ابھی تک وہ بیدار نہیں ہوئی۔ اب میں لاہور گیا۔ تو میں نے جماعت لاہور میں ایک نئی بیداری دیکھی۔ جسے دیکھ کر خوشی ہوئی۔ مگر اس بیداری کے ساتھ ذہانت کو کام میں نہیں لایا گیا۔ جس کی وجہ سے مجھے افسوس ہوا۔ مثلاً وہاں لاہور کی جماعت کی طرف سے

پہرہ کا انتظام

کیا گیا۔ مگر اس انتظام میں کم عقلی کا مظاہرہ ہوا۔ جو ہمارے ملک کے تمام لوگوں میں پائی جاتی ہے۔ میری ایک نو سالہ نواسی آئی تو اسے احاطہ کے اندر نہ آنے دیا گیا۔ میرے بعض رشتہ دار جو رتن باغ میں رہتے تھے۔ اپنے دفتروں کو جانے کے لئے باہر جانا چاہتے تھے مگر ان کو باہر جانے سے روکا گیا۔ میرا ایک تین سال کا نواسہ تھا نیچے سے میرے پاس اوپر آنے کے لئے سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ تو اسے اس سختی سے ڈانٹا گیا کہ وہ ایک گھنٹہ تک روتا رہا۔ حالانکہ اگر میرے رشتہ دار بھی مجھے نہیں مل سکتے۔ تو ہم نے ایسے پہرہ کو کیا کرنا ہے۔ اگر عقل سے کام لیا جاتا۔ تو یہ بیداری جو پیدا ہوئی تھی۔ بڑی برکت والی ہوتی۔ مگر عقل سے کام نہیں لیا گیا۔ میں نے بارہا بیان کیا ہے۔ کہ اور ہمارا پہرہ ایسا ہوتا ہے۔ جیسے کسی فوج نے حملہ آور ہونا ہوتا ہے۔ حالانکہ جس حملہ کا خیال کیا جا سکتا ہے۔ وہ صرف اسی قدر ہے۔ کہ کوئی اندرونی منافق حملہ کر دے یا کوئی دشمن کا آدمی آجائے۔ اور وہ مجلس میں موقع دیکھ کر حملہ کر دے لیکن ہمارا پہرہ اس طرح ہوتا ہے۔ جیسے کسی فوج نے حملہ آور ہونا ہوتا ہے۔ سو وہاں تو گولہ باری ہوتی ہے۔ اس لئے دس دس میل تک جنگ افسر مقرر کئے جاتے ہیں۔ لیکن کیا

ایک منظم حکومت میں

ایسا حملہ ہو سکتا ہے۔ یہاں تو جب بھی کوئی خطرہ ہوگا۔ کسی اندرونی منافق یا دشمن کے بھیجے ہوئے کسی آدمی

کی طرف سے ہوگا۔ اور ایسے شخص کو ہماری موجودہ تدبیروں سے کیا نقصان پہنچ سکتا ہے۔ انتظام کی خرابی اس امر سے واضح ہے کہ ادھر تو پہرے داروں نے اسے اور نواسیوں کو اندر آنے سے روکا جا رہا تھا۔ اور ادھر یہ حالت تھی کہ باوجود اس کے کہ میں ضعف دل کے دوروں کی وجہ سے بیمار تھا۔ ایک دن میں نماز کے لئے آیا۔ تو ایک شخص نے برکت کیلئے مجھے چھونا چاہا۔ اور پہرہ داروں کے خطرہ کی وجہ سے کہ وہ کہیں اسے روک نہ دیں اس نے جلدی کی اور اس زور سے ہاتھ مارا۔ کہ میں بڑی مشکل سے گرتے گرتے بچا۔ اگر اس کی جگہ کوئی دشمن ہوتا۔ اور اسکے ہاتھ میں خنجر ہوتا تو پہرہ دار کیا کرتے۔ اب یہ کامن سنس (common sense) سے تعلق رکھنے والا امر ہے کہ جس طرح کا دشمن ہو۔ اس سے حفاظت کیلئے اسی قسم کا ذریعہ اختیار کرنا چاہیئے۔ ورنہ پہرے کا انتظام ہمیں کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔ اصل چیز تو یہ ہوتی ہے کہ

مشتبہ آدمی پر نظر رکھی جائے

پچھلے دنوں جس شخص نے مجھ پر حملہ کیا تھا۔ آخر اس کے پاس وہ کونسی چیز تھی جو میرے پاس نہیں تھی۔ جسم میں اس سے کمزور ہی ہوتا لیکن تاہم اگر وہ سامنے کی طرف سے حملہ کرتا تو میں اس کا مقابلہ کرتا لیکن اس نے پیچھے کی طرف سے حملہ کیا کیونکہ اس نے دیکھ لیا تھا۔ کہ یہ بزرگ آنکھیں بند کر کے بیٹھتے ہیں۔ مگر اب یہ ہوتا ہے کہ کوئی پہریدار رائفل لیکر پچاس گز ادھر کھڑا ہے۔ تو کوئی پہریدار رائفل لیکر پچاس گز ادھر کھڑا ہے۔ کیا وہ اس قسم کے آدمی کو پکڑ سکتا ہے۔ بندوقیں تو وہاں کام دیتی ہیں۔ جہاں ڈاکو نے حملہ کرنا ہے۔ لیکن جہاں کسی نے چوری چھپے چاقو مارنا ہے۔ وہاں ان بندوقوں کا کیا فائدہ۔ اور اتنے دور کھڑا ہونے والے پہریداروں کا کیا کام۔ پس اس قسم کے انتظام سے حقیقی مقصد حاصل نہیں ہو سکتا۔ مجھے اس بات سے تو خوشی ہوئی کہ

لاہور کی جماعت میں بیداری

پیدا ہوگئی ہے۔ لیکن افسوس بھی ہوا۔ کہ اگر وہ عقل سے کام لیتی۔ تو یہ افسوسناک واقعات کیوں ہوتے اور یہ بیداری کتنی برکت والی ہوتی۔ اور اگر کوئی جماعت ایسی ہے کہ وہ مشتبہ آدمیوں کی بھی نگرانی نہیں کر سکتی۔ تو ایسی جماعت تو اس قابل ہے کہ اس کے امام پر سو دو سو پہرے دار بٹھا دیئے جائیں۔ جس حمق تو تم نے دیکھا ہی نہیں۔ اسے کون بچا سکتا ہے۔ جو شخص مجلس میں آئے گا اور ہاتھ میں رائفل پکڑے بیٹھے ہوگا وہ تو فوراً پکڑا جائیگا اور اگر کسی کے ہاتھ میں ہتھیار موجود نہیں اس کے لئے سو دو سو پہریدار کیا روک بن سکتے ہیں۔ ایک شخص آتا ہے اور کہتا ہے مجھے اندر جانے دو میں نے نماز پڑھنی ہے۔ لیکن اسے یہ کہہ کر روک دیا جاتا ہے۔ کہ کمرہ بھر گیا ہے۔ حالانکہ اگر کوئی شخص میرے پیچھے پانی میں کھڑے ہو کر بھی نماز پڑھنا چاہتا ہے۔ تو تم اسے روکنے والے کون ہو۔ ہاں اگر اس کے پاس رائفل ہے۔ تو تم کہہ سکتے ہو اندر رائفل لے جانے کی اجازت نہیں۔ لیکن نماز سے روکنے کا تمہیں پھر بھی کوئی حق نہیں۔ پس میں نصیحت کرتا ہوں کہ تم عقل اور فکر سے کام لینے کی عادت ڈالو۔ اگر تم عقل اور خرد سے کام لو تو تمہارا مقابلہ کوئی قوم نہیں کر سکتی۔ یورپ والے عقل اور خرد سے کام کر رہے ہیں۔ لیکن ان کے پاس ایمان موجود نہیں۔ ان کے پاس آنکھ ہے۔ لیکن نور موجود نہیں۔

اور آنکھ بغیر نور کے کیا کر سکتی ہے۔ ہاتھ تو موجود ہیں۔ لیکن اگر ہاتھ میں طاقت نہ ہو۔ تو وہ کس کام کا۔ تمہیں خدا تعالےٰ نے نور قرآن بخشا ہے۔ اگر تم عقل اور خرد سے کام لو۔ تو تمہارے پاس چمکنے والی آنکھ اور ہلنے والا ہاتھ ہوگا۔ اور یورپین قومیں بھی تمہارا مقابلہ نہیں کر سکیں گی لیکن باوجود بار بار سمجھانے کے میں دیکھتا ہوں۔ کہ جماعت کے دوست سمجھتے نہیں۔ میں نے کالجوں اور سکولوں کو اس طرف بارہا توجہ دلائی تھی۔ کہ اگر بڑی عمر والے نہیں سمجھتے۔ تو نہ سمجھیں۔ تم نئی پود کو تو عقلمند بنا دو۔ لیکن ہوتا یہ ہے کہ جب کارکن میرے پاس آتے ہیں۔ تو کتنی ہی چھوٹی بات کیوں نہ ہو۔ اس میں وہ غلطی کر جاتے ہیں۔ اور پھر کہتے ہیں در اصل میں یوں سمجھا تھا، حالانکہ ان کے ایسا کہنے کا صرف یہ مطلب ہوتا ہے۔ کہ میں نے آپ کی بات بالکل نہیں سمجھی تھی۔ اگر یہ نقص نئی پود میں موجود رہے۔ تو کالجوں اور سکولوں کا کیا فائدہ۔ مثلاً ہمارا کالج ہے۔ اس کا ایک طالب علم ہے، وہ

کسی نقص کی وجہ سے

گورنمنٹ سروس میں نہیں جا سکتا تھا۔ میں نے اسے اپنی زمینوں پر لگا لیا۔ اور خیال کیا کہ اس کا دماغ اچھا ہوگا۔ اس کے مجھے بل پر بل آ رہے ہیں۔ کہ روپیہ بھیجو روپیہ بھیجو۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے۔ کہ سیل ایجنٹ اسے خط پر خط لکھ رہا ہے۔ کہ قابل فروخت اشیاء مجھے فروخت کے لئے بھجواؤ۔ مگر وہ قابل فروخت اشیاء کو دبائے بیٹھا ہے۔ اور مجھے لکھتا ہے کہ روپیہ بھیجو۔ اب میں روپیہ کہاں سے بھیجوں۔ جس چیز سے روپیہ ملنا ہے۔ اس کو وہ خود دبائے بیٹھا ہے۔ اور روپیہ مجھ سے مانگ رہا ہے۔ اگر اس طرح ہوتا رہے۔ تو زمینداره کا کام کیسے چلے۔ اب وہ شخص کالج میں پڑھا ہے۔ اور چار پانچ سال تک کالج کے پروفیسروں نے اسکی نگرانی کی ہے۔ لیکن وہ اتنی موٹی بات بھی نہیں سمجھ سکا۔ کہ میں جنس بیچوں گا نہیں۔ تو روپیہ کہاں سے ملے گا۔ پرائمری پاس لوگ بھی یہ بات سمجھ سکتے ہیں۔ کہ جس چیز کا منبع ان کے پاس ہے۔ اگر وہ اسے نہیں نکالیں گے۔ تو کون نکالے گا۔ ایک شخص کے گھر میں مٹکا موجود ہو۔ لیکن وہ اس میں روئی اور لوہا ٹھونس دے۔ اور پھر شور مچانا شروع کر دے۔ کہ پانی لاؤ۔ پانی لاؤ۔ میں مر گیا۔ تو اسے لوگ کم عقل ہی کہیں گے۔ کیونکہ پانی اس نے خود بند کر دیا ہے۔ پس یہ چیزیں پرنسپلوں پروفیسروں۔ ہیڈ ماسٹروں۔ ماسٹروں اور ماں باپ کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔ ان کا کام ہے۔ کہ

نئی پود کو روشن دماغ بنائیں

ہر بات میں ایک چھوٹا سا نکتہ ہوتا ہے۔ اگر اسے نظر انداز کر دیا جائے۔ تو بات کا مفہوم بالکل بدل جاتا ہے۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں نے جماعت کو بارہا سمجھایا ہے۔ کہ قرآن کریم میں جو یہ آیت آتی ہے۔ کہ قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سوال کیا جائے گا۔ کہ کیا تم نے یہ بات کہی تھی۔ کہ مجھے اور میری ماں کو معبود بنا لو۔ تو وہ اس سے انکار کریں گے۔ اور کہیں گے جب تک میں زندہ رہا۔ میں ان پر نگران رہا۔ اور جب تو نے مجھے وفات دے دی۔ تو تو ان کا نگران تھا۔ میرے بعد جو کچھ ہوا۔ اس کا مجھے علم نہیں۔ اسے اس اس رنگ میں مخالفین کے سامنے پیش کرنا چاہیئے۔ کہ اسی آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ مسیحی مسیح کی زندگی میں نہیں بگڑے۔ لیکن

جماعت کے اکثر دوست

جب بھی اس آیت کو پیش کریں گے۔ غلط کریں گے۔ اور اس کی وجہ یہی ہوتی ہے۔ کہ لوگ اصل نکتہ کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ اور زینت کی چیز کو لے لیتے ہیں۔ جیسے کوئی فوٹو پھینک دے اور فریم کو سنبھال کر رکھ لے۔ آپ فرمایا کرتے تھے۔ کہ اتنی مدت تک اس آیت کا مفہوم سمجھانے کے بعد بھی جماعت اس کے پیش کرنے کا صحیح طریق نہیں سمجھتی۔ اگر وہ ذہانت سے کام لیتی۔ تو یہ بات سمجھ میں آ سکتی تھی۔ ہمیں بچپن سے جو آیات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یا حضرت خلیفہ اول رضؓ نے سمجھائی ہیں۔ وہ اب تک ہمیں یاد ہیں۔ دشمن جب اعتراض کرتا ہے۔ ہم اس اعتراض کا فوراً جواب دے دیتے ہیں۔ اور ہم سمجھتے ہیں کہ یہی باتیں ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سمجھائی تھیں۔ لیکن نوجوان مولوی انہیں جلد بھول جاتے ہیں۔ لبسا اوقات

جماعت کے نوجوان علماء

بعض اعتراض لکھ کر بھیج دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں یہ نیا اعتراض ہے۔ حالانکہ وہ نیا اعتراض نہیں ہوتا۔ اس کا جواب بارہا دیا جا چکا ہوتا ہے۔ پس تم اپنے اندر نئی تبدیلی پیدا کرو۔ اور خدا تعالےٰ کی دی ہوئی دولت کو استعمال کرو۔ اگر تم خدا تعالیٰ کی دی ہوئی دولت کو استعمال نہیں کرتے۔ تو تم اسکی دوسری نعمتوں کے امیدوار کیوں ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا۔ مجھے کوئی معجزہ دکھائیں۔ مجھے یاد ہے آپ اس وقت جوش میں آ گئے۔ اور فرمایا میرے دعویٰ پر اتنے سال گزر چکے ہیں۔ اور اس عرصہ میں

خدا تعالےٰ نے ہزاروں نشانات دکھائے

ہیں۔ تم نے ان نشانات سے کب فائدہ اٹھایا۔ کہ اب تم نئے نشان سے فائدہ اٹھاؤ گے۔ پس اگر تم خدا تعالیٰ کی دی ہوئی اتنی بڑی دولت سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔ تو تمہیں

کسبی دولت

کیسے مل سکتی ہے۔ ہاں اگر تم خدا تعالےٰ کی دی ہوئی دولت سے فائدہ اٹھاؤ۔ تو تمہیں اتنا کچھ مل جائے گا۔ کہ تمہیں خدا تعالیٰ سے کچھ اور مانگتے ہوئے بھی شرم آئیگی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے چند تازہ رؤیا و کشوف

(۵)

میں نے دیکھا کہ میں ایک وسیع سٹیشن پر ہوں (یہ رؤیا ۲۹ اور ۳۰ اگست کی درمیانی شب کی ہے) مجھے کسی نے بتایا کہ ایک ویٹنگ روم میں چودھری ظفر اللہ خاں صاحب بھی ٹھیرے ہوئے ہیں۔ میں ان سے ملنے کے لئے گیا۔ وہ ویٹنگ روم میں بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے ساتھ کچھ اور لوگ بھی تھے۔ جو حکومت کے افسر معلوم ہوتے تھے۔ مگر یہ بھی معلوم ہوتا تھا۔ کہ ان لوگوں میں ڈاکٹر اقبال صاحب مرحوم بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں وہاں جا کر بیٹھ گیا۔ چودھری صاحب سے کوئی بات کرنی مجھے یاد نہیں۔ ایک شخص کمرہ میں داخل ہوا۔ اور اس نے ایک پلندہ ڈاک کا جو رسّی سے بندھا ہوا تھا۔ سامنے رکھ دیا کہ آپ کی ڈاک آئی ہے۔ اس پلندہ میں علاوہ پوسٹ آفس کے ذریعہ آنے والی ڈاک کے کچھ دستی رقعے بھی ہیں۔ جو معلوم ہوتا ہے دفتر نے ڈاک کے ساتھ رکھ دیئے ہیں۔ ان دستی خطوں میں سے ایک خط جو میں نے کھولا تو اس میں ایک ایک روپے کے چند نوٹ نکلے ہیں۔ جو معلوم ہوتا ہے کسی نے نذرانہ کے طور پر دیئے ہیں۔ چونکہ کئی لفافے ایک ہی شکل کے تھے۔ میں نے سمجھا ان سب میں کچھ رقم نذرانے کی ہے۔ میں وہاں سے اٹھ کر اپنے ویٹنگ روم کی طرف چل پڑا۔ اس ویٹنگ روم کے سامنے چند احمدی لیٹے ہوئے تھے۔ جن میں ایک بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی بھی تھے۔ میں نے ان کو دیکھ کر کہا۔ کہ یہ ڈاک آپ مجھے پہنچا دیں۔ اور خود اپنے ویٹنگ روم کی طرف چل پڑا۔ جب میں واپس جا رہا تھا۔ تو ایک پولیس کا افسر مجھے ملا اور اس نے کہا۔ ہمیں رپورٹ ملی ہے۔ کہ یہاں جوا بہت کھیلا جاتا ہے۔ اور آپ کی نسبت بھی رپورٹ ملی ہے۔ کہ آپ نے جوا کھیلا۔ چنانچہ آپ کی جیب میں کچھ روپیہ ہے وہ کہاں سے آیا ہے۔ میں نے کہا کچھ لوگوں نے نذرانہ دیا ہے۔ وہ میری جیب میں ہے۔ اس نے کہا اگر نذرانہ ہوتا۔ تو کچھ چاندی کے روپے بھی ہوتے، یہ تو سب نوٹ ہیں۔ اس پر میں نے کہا۔ کہ میں نذرانہ دینے والے کو کس طرح کہہ سکتا ہوں۔ کہ تم بیچ میں چاندی کے روپے بھی دو۔ یہ کہہ کر میں ویٹنگ روم میں گھس گیا۔ دروازہ میں داخل ہونے سے پہلے بھائی عبد الرحمٰن صاحب نے مجھے لا کر ڈاک دے دی۔ اور جن لفافوں کے متعلق میں سمجھا تھا۔ کہ ان میں نذرانہ ہے۔ وہ میں نے جیب میں ڈال لئے۔ جیب میں ڈالتے ہی وہ لفافے آپ ہی کھل گئے۔ اور ان میں سے روپے اچھل کر میری جیب میں آ پڑے۔ ان میں سے کچھ روپے چاندی کے معلوم ہوتے تھے۔ اور کچھ نوٹوں کی صورت میں۔ کچھ دیر کے بعد میں پھر ویٹنگ روم سے نکلا۔ تو اسی پولیس افسر نے پھر میرے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا اور کہا کہ ہمیں رپورٹ ملی ہے۔ کہ آپ نے جوا کھیلا ہے۔ آپ ہمارے ساتھ چلیں۔ ہم آپ کا بیان لینا چاہتے ہیں۔ وہ شخص مجھے اپنے ساتھ لے کر چلا۔ اور میرے دل میں خواہش ہوئی۔ کہ میں جماعت احمدیہ کو اس واقعہ کی اطلاع دے دوں۔ چلتے چلتے تین جگہ پر ہم لوگوں کے ہجوم میں سے گذرے۔ ہر ہجوم میں سے گذرتے ہوئے میں نے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ کہ اے لوگو اگر تم میں کوئی متقی اور نیک بندہ ہے۔ تو وہ جماعت احمدیہ کو اطلاع کر دے۔ کہ پولیس مجھے اس اس طرح گرفتار کر کے لئے جا رہی ہے۔ اور ان کا منشا یہ ہے۔ کہ مجھے طرح طرح کے دکھ پہنچائیں۔ تاکہ ان کے دکھوں سے تنگ آ کر میں جھوٹ بول کر ان کے الزام کی تصدیق کر دوں۔ تین متفرق موقعوں پر میں نے یہی اعلان کیا۔ اس کے بعد

پولیس لوگوں سے دور مجھے ایک جگہ پر لے گئی۔ وہ سورج کے غروب کے بعد کا وقت معلوم ہوتا ہے۔ جس میں تھوڑی تھوڑی روشنی ہوتی ہے۔ اس وقت دو تین اور پولیس افسر بھی آ گئے۔ جن میں سے ایک انگریز ہے۔ انہوں نے مجھے ایک جگہ پر کھڑا کر دیا۔ اور لوہے کے لچکدار بند میرے بازوؤں اور پنڈلیوں میں باندھ دیئے۔ میں وہ لوہے کے مگر بہت لچکدار ہیں۔ اور پٹی کی طرح باندھے جا سکتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کے ساتھ بجلی کی تاریں لگی ہوئی ہیں۔ اور بجلی کی رَو ان میں چھوڑ کر جب ان پر ہتھوڑا مارا جاتا ہے۔ تو انسانی اعصاب کو ایسا صدمہ پہنچتا ہے۔ کہ وہ تکلیف اس کے لئے ناقابل برداشت ہو جاتی ہے۔ اور اس ذریعہ سے پولیس جو بیان چاہے دلوا دیتی ہے۔ جب یہ پٹیاں ان لوگوں نے باندھ لیں۔ اور میں نے سمجھا کہ اب یہ عذاب دے کر مجھ سے کوئی جھوٹا بیان دلوانے کی کوشش کریں گے۔ تو میں نے اس وقت اللہ تعالےٰ کو مخاطب کر کے یہ دعا کی۔ کہ اے اللہ میں کمزور انسان ہوں۔ اور میری صحت بھی بہت گر گئی ہے۔ جسمانی تکلیف کے برداشت کی طاقت مجھ میں نہیں ہے۔ یہ لوگ چاہتے ہیں۔ کہ قسم قسم کی تکلیف دے کر مجھ سے کوئی جھوٹا بیان دلوائیں۔ اے خدا تو میری مدد کر یا اس عذاب کو ٹلا دے۔ یا اس کی برداشت کی مجھے طاقت دے۔ تا ایسا نہ ہو کہ میں تکلیف برداشت نہ کر کے اپنی جان بچانے کے لئے کوئی غلط بیانی کر بیٹھوں۔ جس سے میری روحانیت کو کوئی نقصان پہنچے۔ یا وہ جماعت کی بدنامی کا موجب ہو۔ میری اس دعا کے معاً بعد پولیس افسروں میں سے ایک نے ایک ہتھوڑی اس لوہے کی پٹی پر ماری۔ جو میرے پاؤں پر باندھی گئی تھی۔ وہ یہ تجربہ کرنا چاہتا تھا۔ کہ تعذیب کا سامان کس حد تک مکمل ہو گیا ہے۔ لیکن اس ہتھوڑی کی ضرب مجھے بالکل محسوس نہیں ہوئی۔ سوائے اس کے جیسے کوئی انگلیوں سے چھوتا ہے۔ اس کے بعد مجھ پر بے ہوشی طاری ہو گئی اور مجھے نہیں معلوم ہو سکا۔ کہ کس کس رنگ میں اور کتنی دیر انہوں نے مجھ کو عذاب دیا۔ جب مجھے ہوش آئی تو میں نے دیکھا۔ کہ میں ایک چارپائی پر بیٹھا ہوں۔ اور میرے پہلو میں وہ انگریز پولیس افسر بیٹھا ہے۔ جو تعذیب میں شامل تھا۔ وہ سامنے کی طرف منہ کر کے زور زور سے بول رہا ہے۔ ہوش آتے ہی مجھے یوں معلوم ہوا۔ جیسے وہ یہ کہہ رہا ہے۔ کہ میرا تو اس معاملہ میں کوئی قصور نہیں۔ میں تو دوسرے ہندوستانی افسر سے کہہ رہا تھا۔ کہ ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔ مگر اس نے اصرار کیا۔ اس پر میں نے اسے بڑے جوش سے کہا۔ تمہارا کیوں قصور نہیں۔ تم کو بھی سزا دی جائیگی۔ اس وقت میں نے سنا۔ کہ دور کنارہ پر شور کی آواز آئی۔ جیسے جنگ کی شدت میں لوگ آواز نکالتے ہیں۔ جس میں کوئی الفاظ نہیں ہوتے۔ میں نے سمجھا یہ احمدی نوجوان ہے۔ اور میں نے بلند آواز سے کہا۔ یہ شخص شور کیوں کر رہا ہے۔ اس پر دُور میدان کے سرے پر بیٹھے ہوئے مجھے چودھری مشتاق احمد باجوہ نظر آئے۔ انہوں نے مجھے مخاطب کر کے کہا۔ کہ اس شخص کا فلاں نام ہے (جو مجھے بھول گیا) آپ تو اس پر خفا ہو رہے ہیں۔ کہ یہ شور کیوں کر رہا ہے۔ اور میاں بشیر احمد صاحب اس پر اس لئے ناراض ہو رہے ہیں۔ کہ تو کنارہ پر حملہ کر کے کیوں لوٹ آیا۔ تو اس جگہ تک کیوں نہیں پہنچا۔ جس جگہ خلیفۃ المسیح تھے۔ اس وقت میں سمجھتا ہوں۔ کہ وہ اعلان جو میں نے مختلف ہجوموں میں کیا تھا۔ اس کو کسی نیک آدمی نے جماعت احمدیہ تک پہنچا دیا تھا۔ جس پر جماعت احمدیہ کے بہت سے نوجوانوں نے دیوانہ وار حملے کر کے مجھے چھڑوانے کی کوشش کی۔ اور وہ آواز بھی اسی سلسلہ میں سے ایک تھی۔ لیکن وہ لوگ نظر نہیں آتے تھے۔ جنات کی طرح آنکھوں سے اوجھل تھے۔ بہرحال ان کی کوششوں اور اللہ تعالےٰ کے فضل نے ایسے سامان پیدا کر دیئے۔ کہ وہ لوگ جو تعذیب کے درپے تھے۔ ڈر گئے۔ اور حالات بدل گئے۔ تب میں چارپائی پر سے اٹھا۔ اور گھر کی طرف چل پڑا۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں قادیان میں ہوں۔ جب مسجد مبارک والے چوک میں پہنچا۔ تو میں نے دیکھا کہ میرے ساتھ ایک گروہ احمدیوں کا بھی ہے۔ جو میرے پیچھے پیچھے چلا آ رہا ہے۔ میں نے یہ سمجھ کر کہ تعذیب کی وجہ سے میرا بدن کمزور ہے۔ میں کہیں گر نہ جاؤں ان لوگوں سے کہا کہ میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔ پھر میں نے مسجد مبارک کی پرانی سیڑھیوں پر چڑھنا شروع کیا۔ اور ان احمدی نوجوانوں کو اشارہ کیا۔ کہ میرے ساتھ ساتھ آتے جاؤ۔ اس وقت مسجد مبارک کی سیڑھیوں کے دروازہ میں سے اس انگریز پولیس افسر اور ہندوستانی افسر کے ہاتھ آگے آئے۔ اور یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ مجھ سے مصافحہ کی کوشش کرتے ہیں۔ میں نے حقارت سے منہ موڑ لیا۔ اور ان سے مصافحہ نہیں کیا۔ اس پر ان دونوں نے السلام علیکم بڑے زور سے کہا۔ میں نے ان کے سلام کا جواب بھی نہیں دیا۔ اس پر ان میں سے ایک نے کہا کہ سلام کا جواب دینا تو ضروری ہوتا ہے۔ تب میں نے بادل ناخواستہ وعلیکم السلام کہا۔ اور سیڑھیاں چڑھنی شروع کر دیں۔ دار المسیح کے دروازے پر میں نے دوستوں کو رخصت کیا۔ اور آپ گھر میں داخل ہوا۔ دروازہ کے اندر میں نے دیکھا کہ دروازہ کے ساتھ بہت سی زنجیریں بندھی ہوئی ہیں۔ اور ہر زنجیر کے ساتھ ایک کتا بندھا ہوا ہے۔ مگر وہ عجیب قسم کے کتے ہیں۔ مرغی سے لیکر بڑی بلی تک کے قد کے ہیں۔ وہ کتے میرے پاؤں کے چاروں طرف اپنی زنجیروں سمیت لپٹ گئے۔ میں نے طبعی کراہت کی وجہ سے اپنے پیر ان سے چھڑوا لیے۔ اور سامنے کے دالان میں گھس گیا۔ جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام رہا کرتے تھے۔ اور خواب میں بھی اس جگہ موجود تھے۔ لیکن کتوں کے خیال سے میں دالان میں ٹھیرا نہیں۔ سامنے کے صحن میں چلا گیا۔ وہاں خاندان کا ایک نوجوان کھڑا ہے۔ میں نے اسے کہا۔ تم نے اتنے کتے کیوں باندھ چھوڑے ہیں۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بات کرنی تھی۔ مگر کتوں کی نفرت کی وجہ سے ادھر باہر آنا پڑا۔ اس نوجوان نے کتوں کو دھکیل کر دروازے بند کر دیئے۔ اور مجھے کسی نے کہا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بلاتے ہیں۔ اور پوچھتے ہیں کہ کیا بات ہوئی ہے؟ میں اندر گیا۔ تو دیکھا ایک وسیع تخت پوش پر آپ بھی لیٹے ہوئے ہیں اور حضرت اماں جان ام المومنین رضی بھی لیٹی ہوئی ہیں۔ میرے وہاں پہنچنے پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیٹھ گئے۔ اور میں نے زمین کے فرش پر بیٹھ کر آپ سے مصافحہ کیا۔ آپ اس وقت دبلے معلوم ہوتے ہیں مگر رنگ زیادہ سفید اور سُرخی مائل ہے۔ مصافحہ کرتے وقت میں نے ہاتھ کو بوسہ بھی دیا۔ اور مجھے رقت آ گئی۔ میری رقت کو دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آنکھوں سے بھی آنسو بہنے لگ گئے۔ اور حضرت ام المومنین رضی بھی رونے لگ گئیں جس کی آواز بھی سنائی دیتی تھی۔ اور اسی رقت کی حالت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ بتاؤ کیا واقعہ ہوا ہے؟ میں نے سب واقعہ سنایا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چہرہ پر افسردگی کے آثار بڑھتے گئے۔ جب میں سب واقعہ سنا چکا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ افسوس ان لوگوں نے تو ہمارا ان کے ساتھ مل کر رہنا بھی مشکل بنا دیا ہے۔ اس پر میری آنکھ کھل گئی۔

جو ایک ایسا فعل ہوتا ہے۔ جس میں بغیر انجام کے واضح ہونے کے انسان اپنے مال کو خطرہ میں ڈال دیتا ہے۔ ممکن ہے اس سے مراد یہ ہو کہ پاکستان یا ہندوستان کی حکومت احمدیوں پر کوئی سیاسی شبہ کرے گی۔ سیاسی چالبازی بھی جوئے کے ہم رنگ ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے بتایا ہے کہ جماعت کا دامن ایسے داغ سے پاک ہے۔ لیکن بعض لوگ ایسا شبہ کریں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ برداشت کی طاقت دے گا۔ اور ان وساوس کے شکاروں کے حیلوں اور تدبیروں سے نجات بخشے گا۔

میں نے دیکھا (شروع ۱۹۴۵ء کی بات ہے) کہ احمدیہ جماعت کے متعلق کوئی فرشتہ کہتا ہے۔ اُعْلِمَتْ بِهَا وَ اُعْجِبَتْ بِهَا یعنی فلاں امر کی اس کو خبر دی گئی۔ اور اس بات سے اسے خوش کیا گیا۔ یہ مجھ پر حملہ سے پہلے کا الہام ہے۔ ممکن ہے۔ اس میں اسی طرف اشارہ ہے۔ کہ مجھے اللہ تعالیٰ اس حملہ سے بچائے گا۔ اور جماعت کو اس سے خوشی پہنچے گی۔ یا ممکن ہے۔ کہ کوئی اور خوشخبری مراد ہو۔ جو اللہ تعالیٰ جماعت کو پہنچائے گا۔

میں نے دیکھا کہ حضرت اُم المومنین کے متعلق کوئی کہتا ہے۔ رَضِيَّةً وَّ مَرْضِيَّةً یعنی خدا سے وہ راضی ہیں اور خدا ان سے راضی ہے۔

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی اور تزکیہ نفوس کرتی ہے

کنڈر گارڈن
کی تعلیم کو فروغ دیجیے

آپکا بچہ بھی بڑا آدمی بن سکتا ہے
بشرطیکہ آپ اپنے لخت جگر کو سکول بھیجنے سے پہلے
ہمارا حیات افروز نصاب پڑھا کر (ا۔ب۔ج) کے پرانے
خشک ڈنڈا اسٹیمڈ کی بے جا ظالمانہ مار پیٹ سے پیدا
ہونیوالی لاعلاج ذہنی بیماری احساس کمتری سے بچالیں۔
اور شروع ہی سے ہمارے رنگین دلآویز نفسیاتی
جدید الطرز کنڈر گارٹن قاعدے آدھ گھنٹہ روزانہ
خود گھر پڑھا کر ہمارے نئے طریقہ تعلیم کی برق رفتاری کی
بدولت اپنے جگر گوشے کو احساس برتری کی دولت سے مالا مال کریں۔ اردو انگریزی بارہ کتب کے حسین جمیل سیٹ کی قیمت پانچ روپے
دو آنے۔ محصول ڈاک آٹھ آنے۔ کھیل کھیل میں اردو انگریزی سکھانے والے بیحد سے زائد کھلونے قیمت پچیس روپے
خرچ ڈاک ۲/ دو روپے۔
محمد منور قریشی ایم اے۔ ایم۔ او۔ ایل۔ بی۔ ٹی پرنسپل زیڈ۔ ایم آکسفورڈ کنڈر گارڈن
بورڈنگ سکول سی بلاک ماڈل ٹاؤن لاہور

18

ڈرائی بیٹری

ریڈیو
بجلی * بیٹری
اور
بمعہ گارنٹی خریدنے کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں
فضل ریڈیو کارپوریشن ہال روڈ لاہور

خالص سونے کے زیورات اچاندی کے ظروف، کپس، و شیلڈ کیلئے غنی سنز جیولرز انارکلی لاہور تشریف لائیں

ضرورت رشتہ
انگلینڈ میں ایک بارو زگار ۲۵ سالہ پاکستانی احمدی نوجوان کے لئے ایک ایسی تعلیم یافتہ
لڑکی کے رشتہ کی ضرورت ہے جو انگلینڈ میں اعلیٰ تعلیم جاری رکھنے کی خواہشمند ہو
خواہشمند احباب تفصیلات بذریعہ خط ارسال فرماویں۔ گجے زئی رشتہ کو ترجیح دیجائیگی
خاکسار:- ب۔ع معرفت لعسٹ ماسٹر لسوڑال ضلع منٹگمری

ضرورت
ایک ٹرک ڈرائیور اور ایک ہائی اسپیڈ ڈیزل انجن ڈرائیور کی ضرورت ہے
کام شہر سے باہر کیمپ میں ہو رہا ہے۔ امیدوار، ایماندار، محنتی اور سابقہ تجربہ رکھنے
والے ہوں۔ پتہ ذیل پر خط و کتابت کریں } میسرز اسمعیل برادرس بر مکان ۵۵۵/۱ پرانا سکھر سندھ

زد جام عشق۔ مردانہ طاقت کی خاص دوا۔ قیمت کورس ایک ماہ ۱۵ روپے، دواخانہ نور الدین رض۔ جودھامل بلڈنگ لاہور

روح پرور خطبات
حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ
تعالےٰ کے روح پرور خطبات کی زیادہ
سے زیادہ اشاعت کرنے کے لئے
اپنے دوستوں اور ملنے والوں کے نام
خطبہ نمبر جاری کروائیں۔ سالانہ قیمت ۱۲/
(مینیجر الفضل لاہور)

اسلام اور احمدیت
اور
دوسرے مذاہب کے متعلق
سوال و جواب
انگریزی میں کارڈ آنے پر
مفت
عبداللہ الہ دین سکندر آباد دکن

عرق نور رجسٹرڈ
ضعف جگر اور بڑھی ہوئی تلی۔ پرانا بخار اور پرانی
کھانسی، دائمی قبض، دردکمر، جسم پر خارش اور عرق گنٹھ
یرقان، کثرت پیشاب اور جوڑوں کے درد کو دور
کر کے سچی بھوک پیدا کرتا ہے، اپنی مقدار کے
برابر خون پیدا کرتا ہے۔ کمزور اعصاب کو دور کر کے
قوت بخشتا ہے ــــ تریاق نور عورتوں کی جملہ ایام ماہواری کی بے قاعدگی کو دور کر کے قابل
اولاد بنا دیتا ہے۔ بانجھ پن اٹھرا کی لاجواب دوا ہے
نوٹ:- عرق نور کا استعمال صرف بیماروں کے لئے نہیں۔ بلکہ تندرستوں کو آئندہ بہت سی
بیماریوں سے بچاتا ہے۔ قیمت فی شیشی یا پیکٹ ۲/۱ روپے، تین پیکٹ سات روپے ۶ پیکٹ تیرہ روپے
۱۲ پیکٹ پچیس روپے علاوہ محصولڈاک۔
المشتہر: ڈاکٹر نور بخش اینڈ سنز عرق نور رجسٹرڈ ڈگری سندھ

ربوہ میں
مکانات بنانے کے لئے لوہے کا
جملہ سامان کیل۔ قبضہ۔ رنگ۔ روغن
گارڈر۔ سریا بارعایت اور عمدہ خریدنے کا پتہ
مجید آئرن سٹور ربوہ کو یاد رکھیں

حب رحمت، لڑکی اگر گوبیاں جو کے بچے
چھوٹی عمر میں مرجاتے ہوں انکے لئے یہ گولیاں رحمت ہیں
قیمت مکمل کورس گیارہ روپے معہ محصولڈاک
ملنے کا پتہ: حکیم عبداللہ دارالحکمت ربوہ ضلع جھنگ

برائے مہربانی
ہمارے مشتہرین سے خط و کتابت کرتے وقت
الفضل کا حوالہ ضرور دیا کریں (مینیجر اشتہارات)

بیاہ شادیوں کیلئے ہر قسم کا کپڑا دہلی کلاتھ ہاؤس ریل بازار گوجرانوالہ سے خرید فرمائیں۔ محمد شفیع محمد افضل

۸
اعلان
احباب یاد رکھیں کہ بجلی کی وائرنگ اور
تعمیر مکان شروع کرنے سے پہلے اخراجات
کا صحیح اندازہ لگانا ضروری ہے۔ ورنہ نقصان
کا احتمال ہوتا ہے۔ اس مقصد کے لئے آپ
نصرت سروس کمپنی ربوہ کی خدمات
سے فائدہ اٹھائیں۔ جہاں صحیح اندازوں کے
علاوہ بجلی کی وائرنگ * ماڈرن ڈیزائن کے
نقشہ جات * فہرست اندازہ سامان عمارت *
فہرست اندازہ سامان بجلی * پیمائش اور بل بنانا
بلوں کی پڑتال * تعمیر مکان کے ٹھیکے اور نگرانی
کے کام معمولی کمیشن پر کئے جاتے ہیں۔ کام
کی ہر طرح گارنٹی اور تسلی دی جاتی ہے۔ غرضیکہ
غرباء اور امراء کیلئے بجلی کی وائرنگ اور تعمیر مکان
کی ہر کوالٹی کے تمام چھوٹے بڑے کام کئے جاتے ہیں۔ امید ہے
کہ احباب اس اعلان سے پورا فائدہ اٹھائیں گے۔
خاکسار:۔ غلام جبین اوورسیر
مینیجر نصرت سروس کمپنی گول بازار ربوہ
دیہاتی اقتصادیات میں ترقی کی راہیں
لیکن
دی بٹالہ انجینیرنگ کمپنی (پاکستان) لمیٹڈ دی مال لاہور
برانچیں
زم زم چیمبرز بونس روڈ۔ کراچی نمبر ۲
۲ جے ٹی روڈ۔ چٹاگانگ
معجون فوفل:۔ فی زمانہ اس دوائی کی ہر گھر میں ضرورت ہے۔
اس کا چند روزہ استعمال انسانی صحت کو برقرار
رکھتا ہے۔ یہ دوا لیکوریا، سیلان الرحم اور دوسری
اندرونی بیماریوں میں مستورات کے لئے بیحد
مفید ہے۔ قیمت فی تولہ آٹھ آنے
معجون کہربا ماہواری کی زیادتی کی وجہ سے جسم
سے تمام خون ضائع ہو جاتا ہو
جسم بے حس۔ کمزور ہو جائے۔ پریشانی ہو تو اس کا
استعمال بے حد مفید ہے۔ قیمت فی تولہ آٹھ آنے
سفوف جند:۔ حیض کے ایام میں تکلیف یا
درد ہو۔ خون کم آتا ہو۔ بے چینی ہو تو اس کا استعمال
اس تکلیف سے نجات دلاتا ہے۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ
ملنے کا پتہ
دواخانہ خدمت خلق ربوہ
الفضل میں اشتہار دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیں
حب اٹھرا
۱۹۱۱ء سے مجربات ادویات تیار کرنیوالے
حکیم نظام جان اینڈ سنز گوجرانوالہ
شاگرد خاص حضرت خلیفۃ المسیح اول رض
اسقاط حمل و اٹھرا
سے بچاؤ
اور ذہین و صحت مند اولاد کے
حصول کے لئے
فی تولہ ۱/۸/- مکمل کورس ۱۳/۱۲/-
لاہور سے جناب حبیب احمد ملک صاحب مینیجر باٹا شوز سٹور نکلسن
روڈ سے تحریر فرماتے ہیں:۔
”میں انتہائی مسرت سے آپ کو لکھ رہا ہوں کہ میری آنکھوں میں بہت پرانے
گکرے تھے۔ میں نے آپ کا تیار کردہ موتی سرمہ چند روز استعمال کیا۔ اس کا اثر
حیرت انگیز تھا۔ میں آنکھوں کے لئے کئی قیمتی ادویات استعمال کر چکا ہوں۔ مگر جو
فائدہ آپ کے موتی سرمہ نے دیا۔ وہ کسی دوائی نے نہیں دیا۔ میں آپ کے
اس حیرت انگیز سرمہ کے لئے دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں“
موتی سرمہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے
قیمت فی تولہ ۴ روپے نصف تولہ ۲ روپے تین ماشہ ایک روپیہ
موتی سرمہ
خارش۔ گکرے۔ جالا۔ پھولا۔ پڑبال۔ دھند
غبار۔ پلکیں گرنے کے لئے اکسیر ہے
قیمت فی شیشی ایک روپیہ (علاوہ)
نور کیمیکل فارمیسی ۳ دیال سنگھ مینشن مال روڈ لاہور